کیا سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑنا؟

[Urdu–اُردو– الأُردية]

فتوی: موسوعہ فقہیہ کویتیہ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی

أيهما أفضل :الفطرفي السفرأم الصوم؟

فتوى: الموسوعة الفقهية الكويتية

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

کیا سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑنا؟

20165: سوال: رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں سفر کرنے والے کے لیے روزہ افطار کر لینا افضل ہے یا روزہ مکمل کرنا؟

بتاریخ:08-11-2003 کو نشر کیا گیا

جواب:

الحمدللہ:

ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ کرام اور تابعین کا مسلک ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز اور صحیح ہے اور اگر مسافر روزہ رکھ لے تو وہ ادا ہو جائے گا۔

دیکھیں: (الموسوعۃ الفقہیۃ: ج ۲۸ ص ۷۳)

لیکن افضلیت میں تفصیل ہے:

پہلی حالت:

جب سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا برابر ہو، یعنی مسافر پر روزہ رکھنا کچھ بھی اثر انداز نہ ہو، تو اس حالت میں

مندرجہ ذیل دلائل کے اعتبار سے روزہ رکھنا افضل ہو گا

:

ا – ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رمضان کے مہینہ میں سخت گرمی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے اور گرمی کی وجہ سے ہم میں سے کچھ لوگ اپنے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے، اور ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ کے علاوہ کسی اور شخص کا روزہ نہیں تھا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (۱۸۹۴۵) صحیح مسلم حدیث نمبر (۱۱۲۲)۔

ب- نبی صلی اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہونے میں جلدی کیاکرتے تھے، کیونکہ عام طورپر قضاءمیں تاخیر ہوتی ہے ،اوررمضان کے روزوں کی ادائیگی کو مقدم کرناچاہیے۔

ج- مکلف کے لیے عموما یہ زیادہ آسان ہے، کیونکہ لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنا اورافطار کرنا دوبارہ نئے سرے سے روزے شروع کرنے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے۔

د- اس سے فضیلت کے وقت کا ادراک اور حصول ہوتا ہے، کیونکہ ماہِ رمضان باقی تمام مہینوں سے افضل ہے اورپھر یہ وجوب کا محل بھی ہے۔

ان دلائل کی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول راجح ہوتا ہے کہ جس مسافر کے لیے روزہ رکھنا اور افطار کرنا برابر ہو، تو اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے۔

دوسری حالت :

روزہ چھوڑنے میں آسانی ہو، تو یہاں ہم یہ کہیں گے کہ اس کے لیے روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے، اور جب اسے سفر میں روزہ رکھنا کچھ مشقت دے تو اس کا روزہ رکھنا مکروہ ہوگا، کیونکہ رخصت کے ہوتے ہوئے مشقت کا ارتکاب کرنا صحیح نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رخصت قبول کرنے سے انکار ہے۔

تیسری حالت :

اسے روزہ کی بنا پر شدید مشقت کا سامنا کرنا پڑے، جسے برداشت کرنا مشکل ہو تو ایسی حالت میں روزہ رکھنا حرام ہو گا۔

اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

امام مسلم رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں مکہ کی طرف رمضان المبارک کے مہینہ میں نکلے اور روزہ رکھا، جب کراع الغمیم نامی جگہ پر پہنچے تو لوگ روزہ رکھے ہوئے تھے ۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ

منگوایا اوراوپر اٹھایا حتیٰ کہ لوگوں نے دیکھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے ابھی تک روزہ رکھا ہوا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

(أُولَئِكَ الْعُصَاةُ أُولَئِكَ الْعُصَاةُ)

”یہی نافرمان ہیں یہی نافرمان ہیں“۔

اورایک روایت میں ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگوں پر روزے کی وجہ سے مشقت ہو رہی ہے اوروہ اس انتظار میں ہیں کہ

آپ کیا کرتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (۱۱۱۴)۔

لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشقت کے ساتھ روزہ رکھنے والوں کو نافرمان قرار دیا۔

دیکھیں الشرح الممتع للشیخ محمد ابن عثیمین رحمہ اللہ (٦ / ۳۵۵)۔

امام نووی اور کمال بن ہمام رحمہم اللہ تعالٰی کہتے ہیں :

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی افضلیت والی احادیث ضرر پر محمول ہیں کہ جسے روزہ رکھنے سے ضرر پہنچے اس کے حق

میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے، اور بعض احادیث میں تو اس کی صراحت بھی موجود ہے۔

احادیث میں جمع اور تطبیق دینے کے لیے یہ تاویل کرنا ضروری ہے، کیونکہ کسی ایک حدیث کے اہمال یا بغیر کسی قطعی دلیل کے منسوخ کے دعویٰ سے یہ زیادہ بہتر ہے۔

اور جن لوگوں نے سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں کو برابر قرار دیا ہے وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں :

وہ بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: کیا میں

سفر میں روزہ رکھ لوں (کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے)؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب میں ارشاد فرمایا: ”اگر چاہو تو روزہ رکھ لو، اور اگر چاہو تو نہ رکھو“۔ (متفق علیہ)۔ دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (ج ۲۸ / ص ۷۳)۔

(طالبِ دُعا: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلیؔ azeez90@gmail.com)